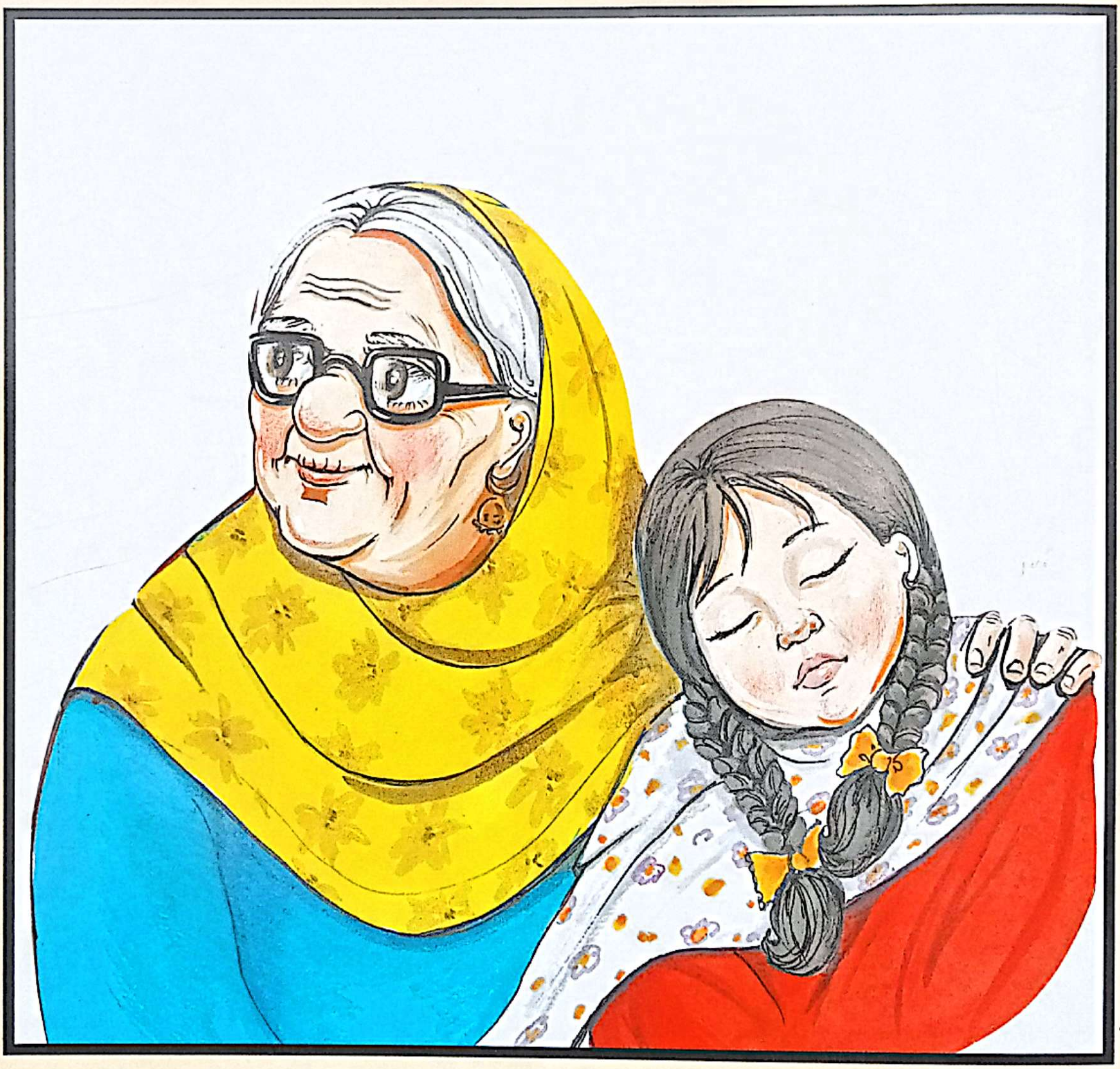
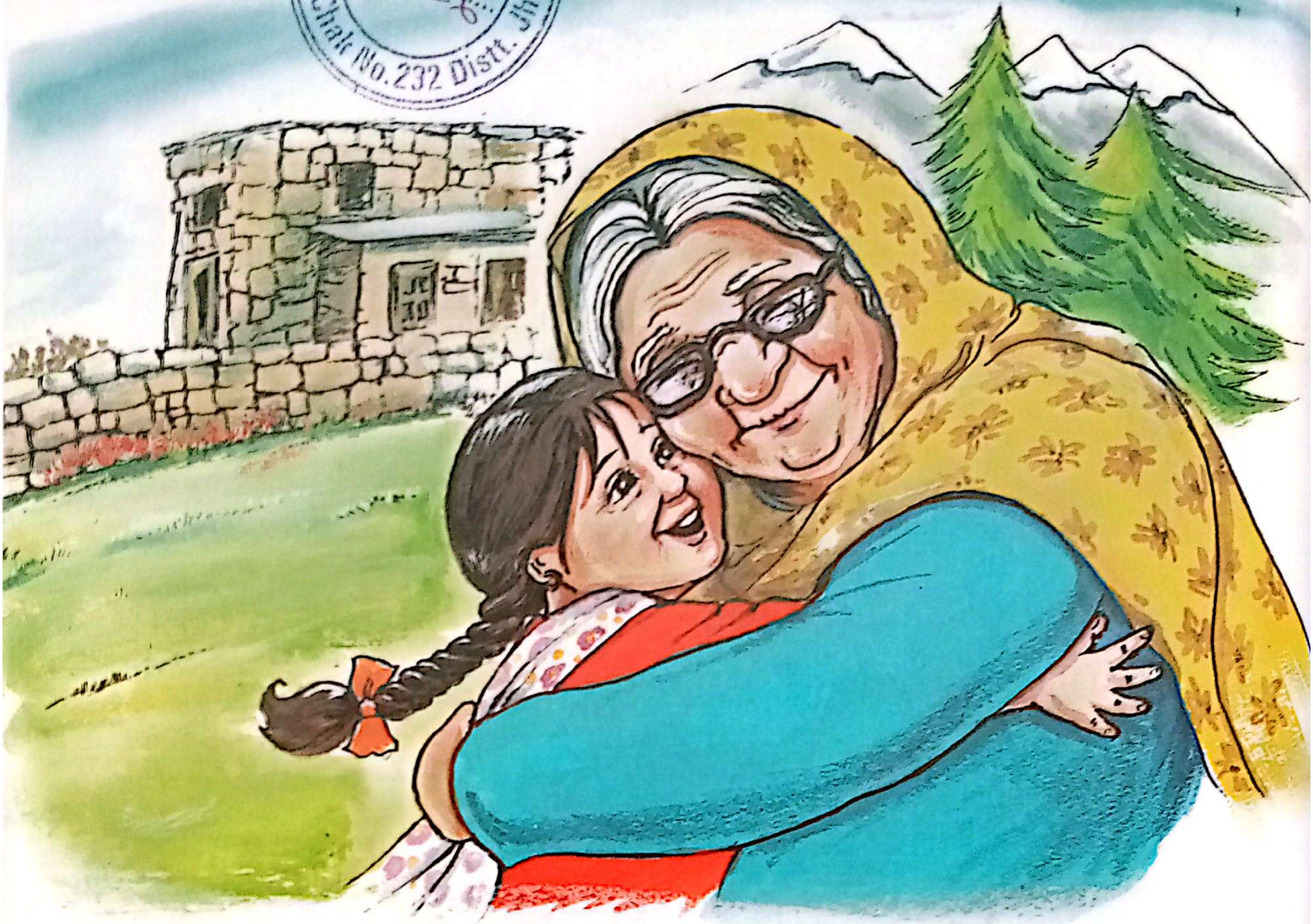
نانو کی عینک



CamScanner

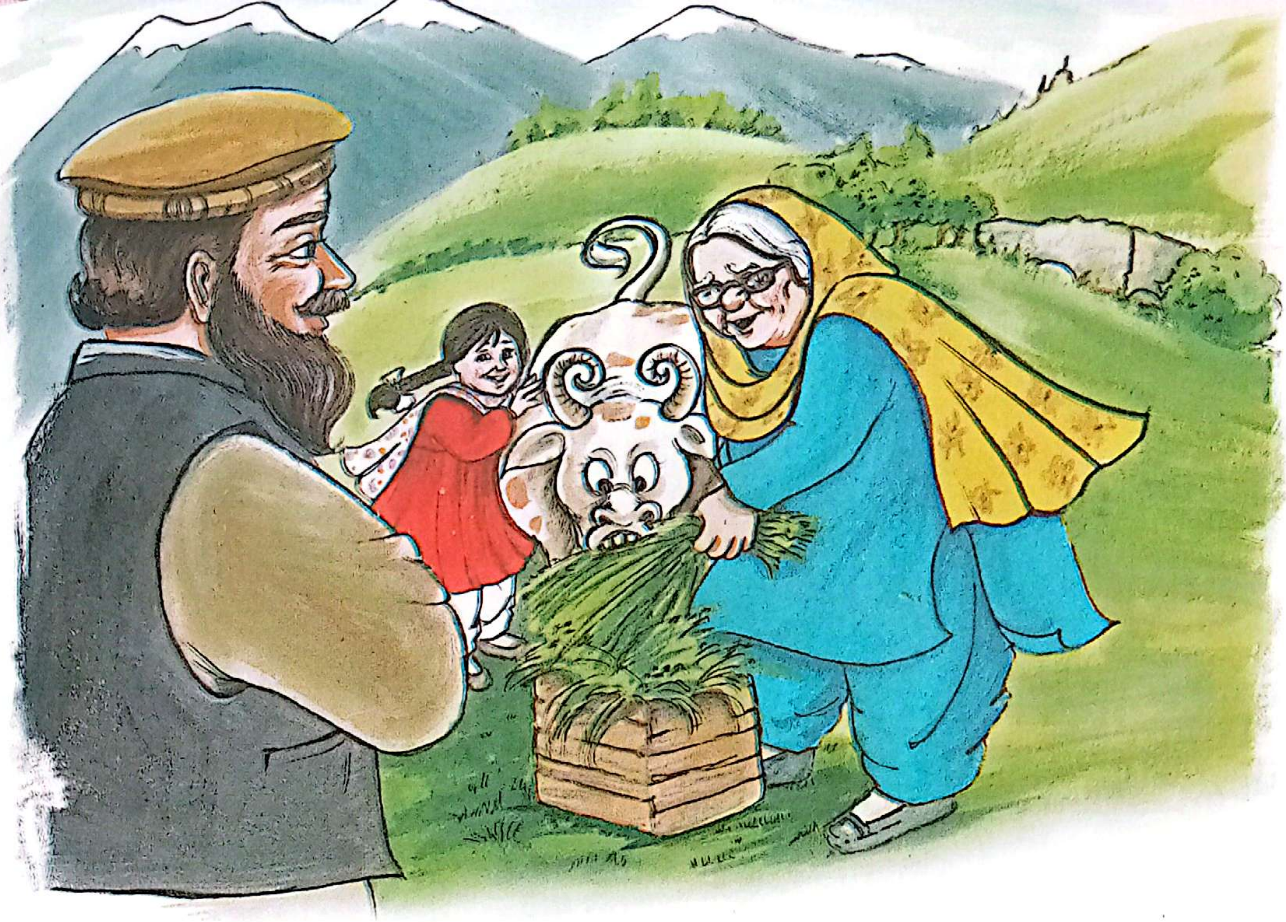
نانو کی عینک

★ LIBRARY ★
Govt. EIS Chak No.232 Distt. Jhang
No: 326



نانو کو دُور بہتے دریا کے شور، چیڑ کے پتوں کی مہک اور اپنی نواسی کرن کی قربت کا احساس تھا۔ نہ تو دریا انہیں دکھائی دیتا تھا نہ چیڑ کے درخت۔ بس جب ان کی نواسی ان کے بہت پاس آجاتی تو اس کے لمبے بال، گہری آنکھیں اور چمکتے دانت ہی نانو دیکھ پاتیں۔

نانو کی عینک پرانی ہو گئی تھی۔ دس برس سے تو وہ اسے لگا رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ ان کی نظر کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ ان کی عینک صرف پرانی ہی نہ تھی، اس کے شیشوں پر اتنے عرصہ کے استعمال سے خراشیں اور دھبے پڑ گئے تھے۔ اب انہیں اس عینک سے بہت کم نظر آتا تھا۔ لیکن نہ ہونے سے تو بہتر تھی۔ یہ بھی نہ ہو تو ہر چیز صرف دُھواں۔



نانو اپنے گھر اور کھیتوں سے مانوس تھیں اور وہاں چل پھر لیتی تھیں۔ جب کبھی دن صاف ہوا تو دُور پہاڑی سلسلے کی برف سے ڈھکی، اُونچی، آسمان سے باتیں کرتی چوٹیاں انہیں دکھائی دے جاتیں۔ کرن اور اس کے ابا کو اس بات کا احساس تھا کہ اب نانو کی آنکھوں کا معائنہ کروانا اور نئی عینک بنوانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ ''مگر بھلا گاؤں میں یہ سب کیسے ہو گا؟'' نانو نے کہا۔

''گلگت والے آنکھوں کے ہسپتال تک جانا ہو گا'' ابا نے کہا۔

''وہی سب سے قریب جگہ ہے۔'' ''لیکن پھر بھی دو دن کا سفر ہے۔'' نانو نے شکایتاً کہا۔

''پہلے تو پیدل چلوں، منڈی والے قصبہ تک پھر تمہارے چچا کے یہاں رات گزاروں اور صبح کو باقی سفر کے لئے بس پکڑوں۔ تم جانتے ہو بس سے میرا جی کس قدر گھبراتا ہے۔ دس برس پہلے تک تو میں پیدل گلگت پہنچ جاتی تھی۔ جب ہی تو میں نے یہ عینک بنوائی تھی۔''

''خیر وہ وہیں ہے ابھی'' کرن کے ابا نے کہا۔

''کون کہاں ہے؟'' ''گلگت'' ''اور آنکھوں کا ہسپتال؟'' ''وہ بھی''

''خیر اب میری آنکھیں اتنی بھی خراب نہیں ہیں۔'' نانو نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔



ایک تو گاؤں سے کہیں بھی جانے کو ان کا جی نہیں چاہتا تھا اور پھر کرن سے الگ ہونا انہیں بالکل گوارا نہیں تھا۔ کرن گیارہ برس کی تھی اور اپنے آپ کو سنبھال سکتی تھی۔ ماں کے مرنے پر وہ ایک برس کی تھی۔ جب سے نانو ہی نے اسے پالا تھا۔ آخر وہ اس کی نانی تھیں۔ ان تمام سالوں میں انہوں نے سارے گھربار، مال مویشی، مرغیوں اور باپ بیٹی کی پوری ذمہ داری اٹھائی تھی۔ گرتی نظر کے باوجود وہ دودھ دوہتیں، کھانا پکاتیں اور مکئی کی فصل کاٹتیں۔

"میرا اچھا بھلا گزارہ ہو رہا ہے۔" وہ بولیں۔ "جب تک سامنے کی چیز نظر آ جاتی ہے اس وقت تک کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ دیکھو مجھے پتہ ہے کرن، تمہارے ہاتھ میں گیند ہے۔ اب گائے کو گیند مار کر مت بھگا دینا۔"

"نانو یہ گیند نہیں ہے، سیب ہے!"

"اچھا! اچھا!" نانو بولیں۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ "کوئی بات نہیں۔ اب ذرا سیب کو گائے سے بچا لینا۔ ویسے بھی اتنے سیب مت کھایا کرو۔"

''اچھا اب میری بات سنئے'' کرن کے ابا نے ذرا سختی سے کہا۔ ''جانتا ہوں، آپ کہیں جانا نہیں چاہتیں۔ لیکن اکیلی تھوڑا ہی جائیں گی آپ۔ میں آپ کے ساتھ گلگت چلوں گا۔''

''اور کرن کو یہاں اکیلا چھوڑ جاؤ گے؟
ایسی بات تمہارے دھیان میں بھی کیسے آئی؟'' نانو ناراض ہو کر بولیں۔ ابا نے کہا،

''وہ اپنی خالہ کے یہاں رہ لے گی'' نانو نے جواب دیا۔''وہ لوگ اس کا دھیان نہیں رکھ پائیں گے۔''

''پھر میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔'' کرن نے دل سے کہا،

''ابا رہ لیں گے اکیلے، کیوں نانو؟''

میں اپنی اسکول کی سہیلیوں کے ساتھ گلگت جا چکی ہوں' مگر ---'' وہ بات کرتے کرتے رک گئی اور بے یقینی سے اپنے ابا اور نانو کو دیکھا۔ ''اتنی دُور آپ پیدل تو نہیں چل پائیں گی۔ کیا چل لیں گی آپ نانو؟''

''کیوں نہیں۔ بالکل، پیدل چل سکتی ہوں میں۔'' نانو بولیں۔ ''نظر ہی تو کمزور ہو رہی ہے ٹانگوں کو تو کچھ نہیں ہوا!''

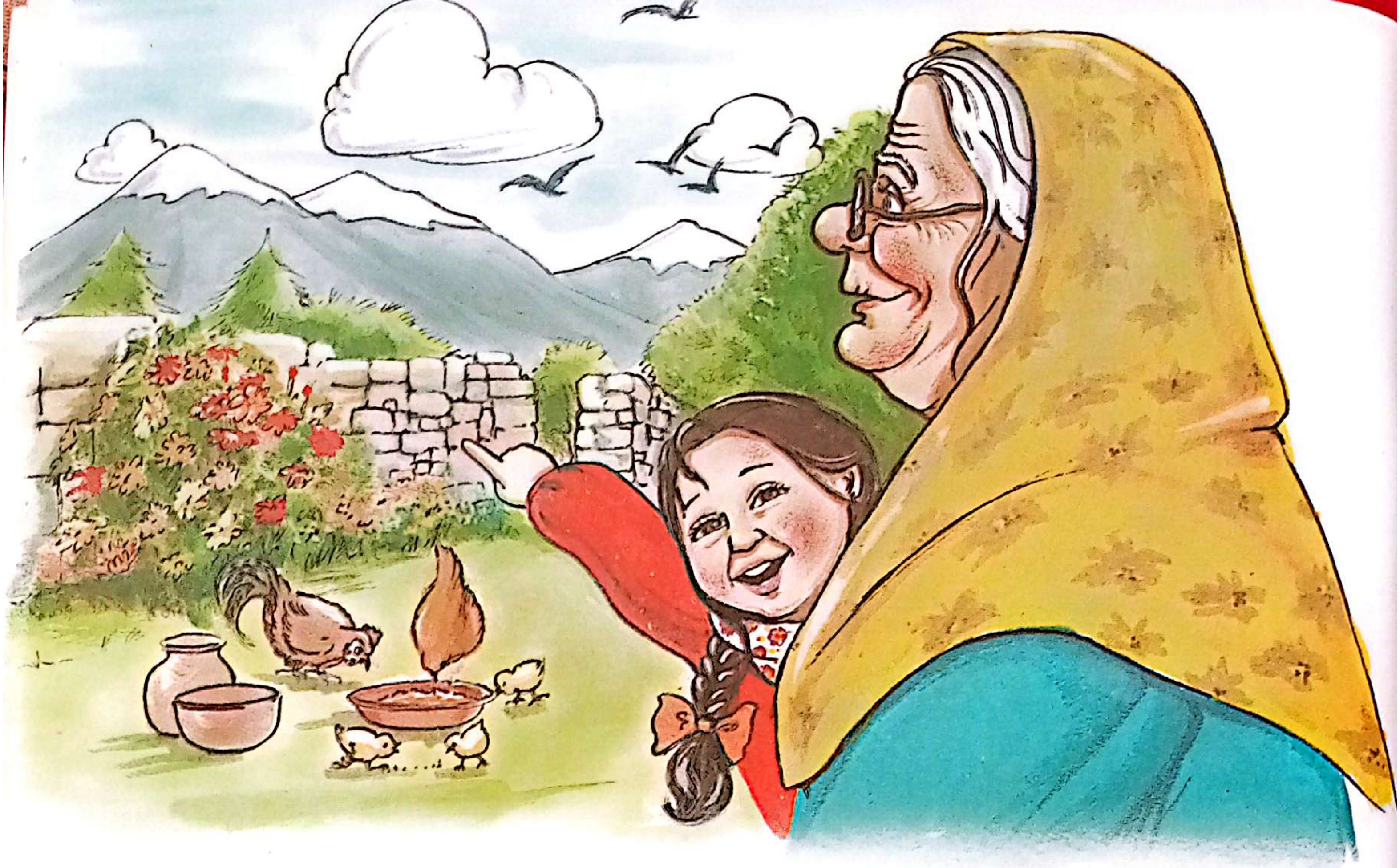
یہ بات سولہ آنے سچ تھی۔ ابھی کل ہی تو نانو درخت سے اخروٹ توڑ توڑ کر نیچے ٹوکری میں پھینک رہی تھیں۔ ہاں نشانہ کبھی کبھی چوک جاتا تھا۔

''اور پھر سارا راستہ اُترائی کا ہے، اور واپسی کی چڑھائی۔'' ابا نے پوچھا۔

''چڑھائی زیادہ آسان ہے۔'' نانو نے جواب دیا۔ اب جو انہیں یہ یقین ہوا کہ کرن ان کے ساتھ جائے گی تو انہیں کوئی اعتراض نہ رہا۔

برسات شروع ہو چکی تھی۔ پتھر کے ایک چھوٹے سے گھر کے پیچھے سے ڈیلیا کے پھولوں کا ایک جھنڈ سر نکالے کھڑا تھا۔ کرن نے انہیں بڑھتے پھلتے دیکھا تھا۔ انہیں دیکھ کر اسے وہ دن یاد آ گیا جب وہ ابا کے ساتھ بازار گئی تھی اور واپسی پر تھوڑے سے پھولوں کے بیج اور ڈوڈے نانو کے لئے لے آئی تھی۔

CamScanner



''یہ بڑے بڑے پھول ہیں نانو'' اس نے کہا تھا۔ ''آپ انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں گی۔''
اور نانو کو واقعی پھول دکھائی دے رہے تھے۔ ڈیلیا کے سرخ اور زرد پھول گھر کی پتھر کی پرانی دیوار سے ٹکے ہوئے تھے۔

اب جو نانو کی نظر ان پر پڑی تو بولیں ''گلگت سے ہم کچھ بیج اور ڈوڈے لے لیں گے۔ سفید گائے کے لئے ایک نئی گھنٹی بھی۔ تمہارے ابا کے لئے ایک سویٹر اور کوئی چیز تمہارے لئے بھی بیٹا۔''

''ذرا سوچئے تو سہی'' کرن کے ابا نے کہا۔ ''آپ وہاں اپنی نظر کا معائنہ کراونے جارہی ہیں یا خریداری کی مہم پر؟ میرے پاس اس وقت زیادہ پیسے نہیں ہیں۔ جو کچھ ہے آپ کو اسی سے کام چلانا پڑے گا۔''

''ہم کرلیں گے'' کرن نے کہا۔

''ٹھیک ہے'' نانو بولیں کچھ میرے پاس بھی ہیں۔ ہمارا کام ہو جائے گا۔''

CamScanner

اگلے دن صبح سویرے ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی کہ نانو اور کرن اپنے سفر کو نکلیں۔
کرن نے اپنے کندھے پر ایک بستر اٹھا رکھا تھا اور نانو نے کپڑے کا ایک بڑا سا تھیلا اور چھتری۔
کھیتوں سے ہوتا، پہاڑ کے کناروں کے گرد گھومتا راستہ، اُوپر نیچے، ادھر اُدھر مڑتا چلا گیا تھا۔ جیسے اس کی کوئی منزل نہ ہو، بس جدھر کو جی چاہا اُدھر کو ہو لیا۔ اس علاقے میں نئے آنے والے اکثر اس راستہ پر چلتے چلتے بے صبرے ہو جاتے اور جلد بازی میں اِدھر اُدھر کی پگڈنڈیوں پر چل نکلتے، صرف یہ سوچ کر کہ شاید کسی اور راستے کو اختیار کر کے وہ اپنی منزل تک جلدی پہنچ سکتے ہیں۔ مگر انہیں جلد ہی یہ اندازہ ہو جاتا کہ وہ بھٹک گئے ہیں۔ اصل میں یہ راستہ بڑا اچھا تھا ''سمجھ دار سا''۔ برسوں کے تجربے کے بعد پہاڑوں کو طے کرنے کے لئے یہ راستہ بہترین ثابت ہوا تھا۔
''جب بھی آپ تھک جائیں، ہم ستانے کو ٹھہر جائیں گے۔'' کرن نے کہا۔
''ابھی تو ہم نکلے ہی ہیں۔'' نانو نے جواب دیا۔
''جب تمہیں بھوک لگے گی تب ہی ٹھہریں گے۔





وہ دونوں چُپ چاپ، ایک سی رفتار سے چلتی گئیں۔ طوطوں کا ایک جُھنڈ ان کے سروں پر سے گزر گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ خاموش آسمان پر لال اور ہرا رنگ بکھر گیا ہو۔

ایک اُونچے صنوبر کے پیڑ پر ایک چڑیا مسلسل بولے ہی جا رہی تھیں۔ اس کی چہکار اور بارش کی ٹپ ٹپ کے علاوہ کوئی اور آواز نہ تھی۔

کرن ایک جھاڑی سے سیاہ رنگ کے جنگلی پھل توڑنے کو رُکی۔ نانو کو یہ اچھے نہیں لگتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی رفتار کم نہ کی۔ کرن کو دوڑ کر ان تک پہنچنا پڑا۔ اس کے ہونٹ سیاہ پھل کے رس سے اُودے ہو گئے تھے۔



بارش تھم گئی اور دُھوپ نکل آئی۔ نیچے صاف، ستھرے، دُھلے ہوئے کاہی رنگ کے جنگل کے پس منظر میں دھان کے کھیت چمک رہے تھے۔ پہاڑوں پر سنہری دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

کرن ذرا آگے کو دوڑ گئی۔ ''ٹھیک سے نظر آرہا ہے نانو'' اس نے پکار کر پوچھا۔

'''تمہارا سفید دوپٹہ اور رستہ نظر آرہا ہے مجھے۔ اس وقت اتنا ہی کافی ہے۔''

''اچھا، ذرا دھیان کیجئے۔ پیچھے کچھ خچر آرہے ہیں۔''

نانو ایک طرف کو ہو گئیں تاکہ خچر گزر جائیں۔ راستے کے پتھروں پر خچروں کے کُھروں کے ٹکرانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ان کا مالک گُنگُنا کر انہیں سیدھا ہنکار رہا تھا۔ مگر آخری خچر ایک دم سے نانو کی طرف مڑا اور لگتا تھا کہ انہیں ٹکر مار دے گا۔

نانو نے بڑے موقعہ سے اسے دیکھ لیا۔ نانو کو یہ پتا تھا کہ خچر اور ٹٹو چیزوں کے گرد گھومتے ہوئے سیدھے نکل جاتے ہیں۔ نانو نے اپنی کھلی چھتری آگے کو بڑھا دی اور خچر، نانو کو چھوئے بغیر چھتری کے گرد گھوم کر نکل گیا۔ بے چارہ خچر۔ انہوں نے کرن کی طرف تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے سوچا۔ ''شاید اس خچر کو بھی عینک چاہیئے۔''

CamScanner



سڑک کے کنارے ایک چیڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر اُنھوں نے کھانا کھایا۔ روٹیاں، آلو کی بھجیا اور آم کا اچار اور کچھ خشک خوبانیاں۔ شاخوں میں ہوا سرسرا رہی تھی۔ سڑک سے ذرا نیچے اتر کر اُنھوں نے چشمہ سے پانی پیا۔ سہ پہر تک وہ قصبہ تک پہنچ گئی تھیں۔

''آ گئے ہم'' کرن نے کہا۔ ''راجو ماموں کے گھر کے پاس کی مسجد نظر آ رہی ہے۔''

'مجھے تو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا'' نانو نے کہا۔

''دھند کے مارے۔ نیچے وادی سے گہری دُھند اُوپر آ رہی ہے۔''

جیسے ہی دریا کے کنارے چھوٹے سے قصبہ میں وہ داخل ہوئیں، زور سے مینہ برسنے لگا۔

نانو کی چھتری بری طرح ٹپک رہی تھی۔ ذرا سی دیر میں وہ راجو ماموں کر گھر میں خود کو سُکھا رہی تھیں۔ میٹھی دودھ پتی والی چائے اپنا مزہ دے رہی تھی۔



دوسرے دن کرن جلدی جاگ گئی۔ بس کا بھوپنو زور زور سے بج رہا تھا۔
ایک ہی بس گلگت کو جاتی تھی۔ ''نانو آپ تیار ہیں؟ جلدی سے آجائیے۔''
لیکن نانو تو دروازے پر پہلے ہی سے موجود تھیں۔

سڑک دریا کے ساتھ ساتھ چلتی تھی۔ دریا سینکڑوں فٹ نیچے گرج کر گزر رہا تھا۔
بس پرانی تھی اَنجر پنجر اتنا ڈھیلا تھا کہ گڑگڑ کے مارے بس میں بیٹھے مسافر ایک دوسرے کی بات نہ سن پا رہے تھے۔ ایک مسافر اشارے سے اس جگہ کو دکھا رہا تھا۔ جہاں چند ہفتوں پہلے ایک بس سڑک سے نیچے پھسل گئی تھی۔

ڈرائیور کو اس حادثہ کی خبر نہ تھی۔ وہ بس تیز چلا رہا تھا۔ جب بھی بس کوئی موڑ کاٹتی مسافر غریب ایک دوسرے پر لڑھک لڑھک جاتے اور مسافروں کا سامان فرش پر۔ اس سارے شور شرابے کے باوجود نانو کرن کے کندھے پہ سر ٹکا کر سو گئیں۔

CamScanner

اچانک ایک دھکے سے بس رُک گئی مسافروں کو زور کا دھچکا لگا۔ نانو کی عینک گر گئی۔
ڈھونڈھنے پر کسی کی چھتری کی سلوٹوں میں سے ملی۔
''کیا ہوا؟'' انہوں نے پوچھا۔ ''ہم پہنچ گئے کیا؟''
''نہیں، سڑک پر کوئی رکاوٹ ہے'' کرن نے کہا۔
''پہاڑ ٹوٹ کر گرا ہے''، ''ہاں ہاں لینڈ سلائیڈ'' کسی نے پریشان ہو کر کہا۔
سب مسافروں نے کھڑکیوں سے سر باہر نکال کر دیکھنے کی کوشش کی۔

بہت سے پتھر نیچے گرے تھے رات کو کسی وقت تیز بارش میں مٹی کے تودے، پتھر، جھاڑیاں ایک دھماکے سے پھسل کر نیچے آرہی تھیں۔ سڑک بالکل بند ہو گئی تھی۔ یہ معاملہ ختم نہیں ہوا تھا ملبہ ابھی بھی گر رہا تھا۔ کرن نے دیکھا پتھرا بھی بھی لڑھک لڑھک کر نیچے دریا میں گر رہے تھے۔

''بس ٹھہرانے کو تو یہ جگہ ٹھیک نہیں۔'' نانو نے کہا۔ انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اتنا ہی کہہ پائی تھیں کہ بس کی چھت سے پتھروں کا ایک ریلا گزر گیا۔ مسافروں نے ڈر کے مارے چیخیں ماردیں۔ڈرائیور نے بس کو پیچھے کرنا شروع کیا اور پتھر نیچے کو لڑھکتے رہے۔ ''پکی سڑک کا مجھے کبھی اعتبار نہیں ہوا'' نانو نے کہا۔

ڈرائیور گاڑی کو پیچھے کرتا گیا جب تک کہ وہ لینڈ سلائیڈ سے کافی دور نہ ہو گئے۔
پھر سب ایک ایک کر کے لڑکھڑاتے بس سے اُترے۔ کرن اور نانو سب سے آخر میں اُتریں۔ یہ بات واضح تھی کہ سڑک صاف ہونے میں کئی دن لگیں گے۔ زیادہ تر مسافر بس کے ساتھ ہی قصبہ کو واپس ہونے کا فیصلہ کر چکے تھے۔



کچھ بہادروں نے سوچا کہ وہ گلگت تک پیدل چلے جائیں گے۔
ان کا منصوبہ تھا کہ وہ سڑک کا یہ حصہ چھوڑ کر ایک پگڈنڈی سے راستہ طے کر لیں گے۔
''پگڈنڈی کے رستے سے دس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔'' ان میں سے ایک نے کہا۔
''چڑھائی سخت ہے مگر ہم شام تک پہنچ سکتے ہیں۔''
کرن نے نانو کی طرف دیکھا ''کیا قصبہ کو واپس چلیں؟''
''دس کلومیٹر کا فاصلہ کیا فاصلہ ہے'' نانو نے کہا۔ ''اتنا تو ہم کل چلے تھے۔''

CamScanner

ان سب نے ایک پتلی سی پگڈنڈی سے اُوپر چڑھنا شروع کیا۔ یہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ بس پہاڑی بکریاں ہی اس پر چڑھ سکتی تھیں۔ چڑھائی بالکل سیدھی تھی۔ لینڈ سلائیڈ والا راستہ اب پیچھے رہ گیا تھا۔ چڑھنے والوں کا دم پھول گیا تھا۔ وہ بری طرح ہانپ رہے تھے۔
گھڑی گھڑی دم لینے کو رُکتے۔

پہاڑ کی چوٹی تک پہنچتے پہنچتے صرف کرن اور نانو ہی رہ گئی تھیں۔ کچھ لوگ کافی نیچے چڑھائی سر کرنے میں مصروف تھے اور باقی قصبہ کو پلٹ گئے تھے۔

کرن اور نانو پہاڑ کی چوٹی پر تنہا کھڑی تھیں۔ ایسے جیسے کہ یہ سب کچھ ان دونوں کی ہی ملکیت ہو۔ ان کا گاؤں شمال کے پہاڑوں کے پیچھے او جھل ہو گیا تھا۔ نیچے بہت دور دریا بہت زور شور سے بہہ رہا تھا اور اُوپر کہیں آسمان میں ایک عقاب چکر لگا رہا تھا۔ دوسری پہاڑی پر، کافی فاصلے سے، گلگت کے ارد گرد کے گھر پہاڑوں پر سفید چھینٹوں کی طرح لگ رہے تھے۔

""راجو ماموں کے گھر سے کچھ کھانے کو لیا تھا آپ نے؟"" کرن نے پوچھا۔

""کیوں نہیں"" نانو نے جواب دیا۔ ""میں جانتی تھی تمہیں بھوک لگے گی۔
پکوڑے ہیں، بن ہیں، تھوڑی برفی ہے اور ماموں کے باغ کے آڑو بھی۔""

""واہ! واہ!"" کرن چہک کر بولی۔ اسے تکان کا خیال تک نہ تھا۔

""ہم چلتے چلتے ہی کھا لیتے ہیں۔ ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔"" ""کھانا یا چلنا""
""کھانا"" آپ تھک جائیں گی تو ستانے کو رک جائیں گے نانو""

""میں نہیں تھکتی"" نانو نے ہنس کر کہا۔

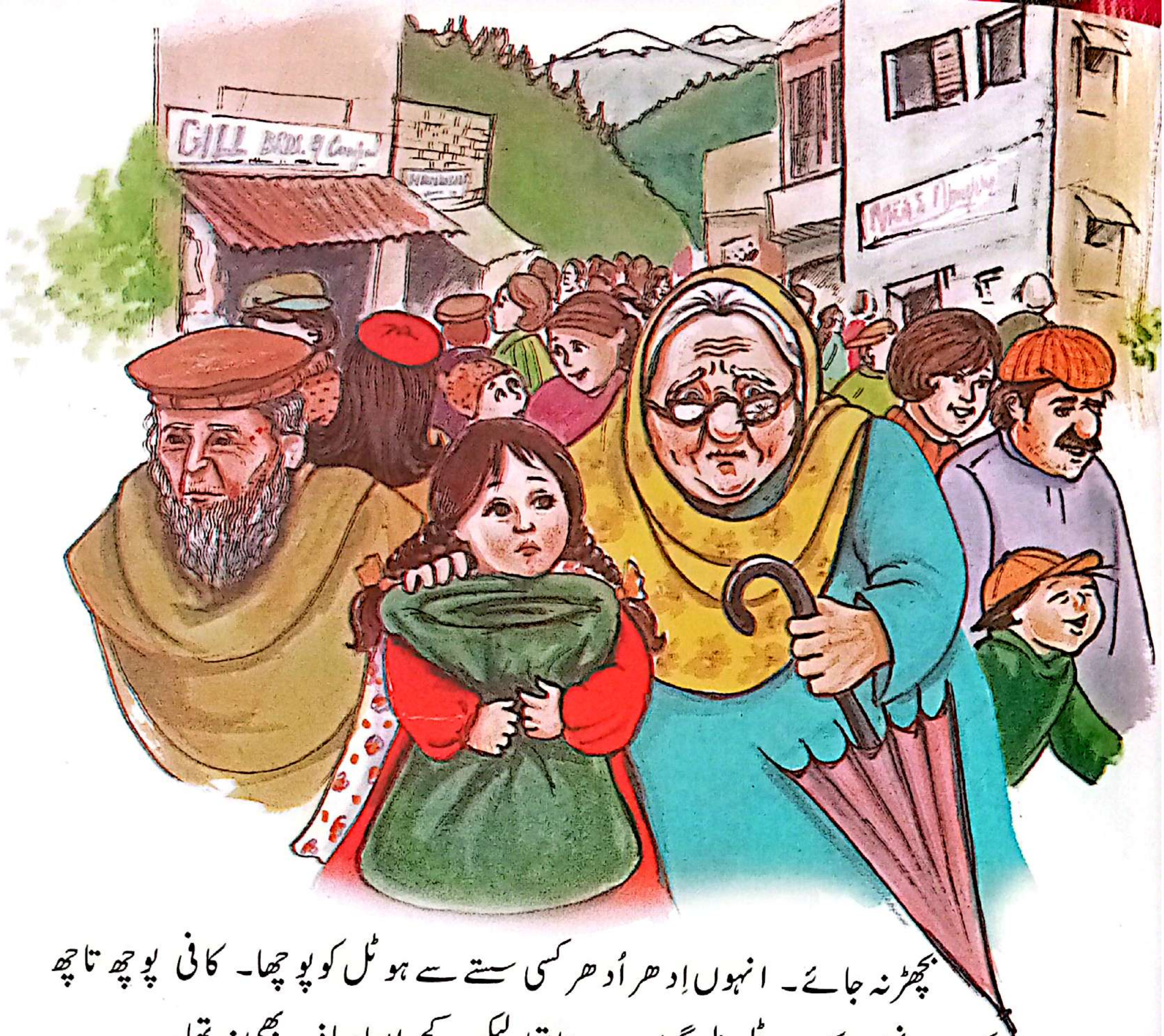
""ساری زندگی چلنے کے سوا اور میں نے کیا ہی کیا ہے؟
اور ایک دن میں پہاڑوں سے ہو کر آسمان تک چڑھ جاؤں گی۔
لیکن اگر بارش ہوئی تو پھر نہیں۔ کیوں کہ میری چھتری بری طرح ٹپکتی ہے۔""

CamScanner



وہ نیچے کو اُتریں اور پھر دوسری پہاڑی کی چڑھائی پر چڑھنا شروع کیا۔
کھیتوں سے گزر کر چٹیلے پہاڑوں سے ہو کر اوپر دیودار کے ایک گھنے جنگل کو پار کیا۔
وہاں بندروں کی ایک ٹولی ان کے پیچھے لگ گئی۔
بچے ہوئے پکوڑے ان کو دے کر کرن نے ان سے جان چھڑائی۔

شام پڑنے کو تھی کہ انہیں اپنے سامنے گلگت کی روشنیاں جگمگاتی نظر آئیں۔
جیسے جیسے وہ شہر کے قریب آتی گئیں، روشنیاں بڑھتی گئیں۔
یہاں تک کہ وہ بازار میں پہنچ گئیں۔ جو روشنیوں سے چمک رہا تھا۔
سیلانیوں، خریداروں اور سیاحوں کی ایک چہل پہل تھی۔
جن کی جیب میں پیسے تھے گلگت کا شہر ان کے لئے بڑی رونق کی جگہ تھا۔ بِھیڑ میں راستہ بناتی نانو نے اپنا ایک ہاتھ مضبوطی سے کرن کے کندھے پر جمار کھا تھا کہ کہیں وہ ان سے



بچھڑ نہ جائے۔ انہوں اِدھر اُدھر کسی سستے سے ہوٹل کو پوچھا۔ کافی پوچھ تاچھ کے بعد انہیں ایک ہوٹل مل گیا۔ یہ سستا تھا لیکن کچھ ایسا صاف بھی نہ تھا۔

اگلی صبح آنکھوں کے ہسپتال کے سامنے ایک لمبی قطار میں وہ دونوں بھی لگ گئیں۔ آنکھوں کی ماہر ڈاکٹر خود ایک خاتون تھیں۔ لمبا سفید کوٹ پہنے، عینک لگائے وہ مریضوں کو تیزی سے دیکھ رہی تھیں۔ ان کا مریضوں سے رویہ مہربانی اور شفقت کا تھا۔

ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد نانو کی باری آگئی۔

نانو کی عینک کو ڈاکٹر نے حیران ہو کر دیکھا اور ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

پھر کچھ خیال کر کے اسے ٹوکری سے باہر نکالا اور اپنی میز پر رکھ لیا۔

"میں نے سوچا میں اسے عجائب گھر بھجوا دوں۔ آپ کو برسوں پہلے اپنی عینک بدل لینا چاہئے تھی۔ آپ کی نظر کو فائدے کی بجائے کہیں زیادہ نقصان اس عینک سے پہنچا ہے۔"

تیز روشنی ڈال کر انہوں نے نانو کی آنکھوں کا معائنہ کیا۔

''بہت کمزور ہیں آپ کی آنکھیں۔ لیکن آپ کی بینائی جائے گی نہیں۔ ہم آپ کو زیادہ نمبروں والے شیشوں کی عینک لگا دیں گے۔''

انہوں نے نانو کو ایک بورڈ کے سامنے بٹھا دیا۔ جس پر اُردو کے حروف موٹے اور باریک خط میں لکھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے نانو سے پوچھا کہ کیا وہ انہیں پڑھ سکتی ہیں۔

''مجھے تو بورڈ ہی نظر نہیں آرہا'' نانو نے کہا۔

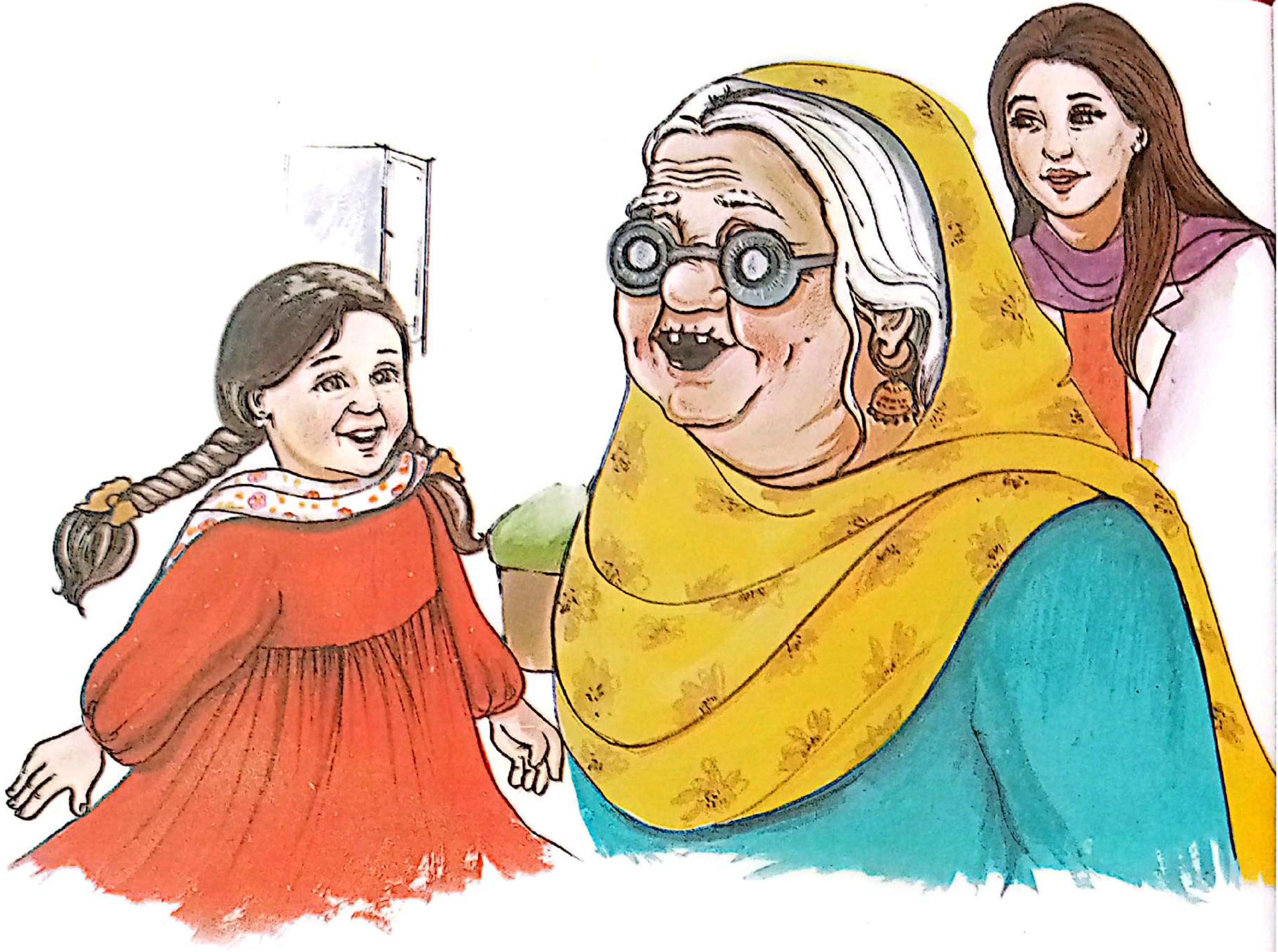
''میں دکھائی دے رہی ہوں آپ کو؟'' ڈاکٹر نے پوچھا۔

''کچھ کچھ'' نانو نے جواب دیا۔

''میں چاہتی ہوں آپ مجھے پوری طرح دیکھیں۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

انہوں نے تار کا بنا ہوا ایک فریم نانو کی ناک پر جمایا اور اس میں مختلف شیشے رکھنا شروع کئے۔ اب تو نانو کو بہت بہتر نظر آنے لگا۔ بورڈ بھی اور اس پر لکھے موٹے حروف بھی۔





''اب میں نظر آ رہی ہوں؟'' ڈاکٹر نے پوچھا۔
''بہت کافی'' نانو نے ایسے کہا جیسے وہ ڈاکٹر کا کام آسان کر رہی ہوں اور پھر بولیں
''آپ کا تو بہت کچھ دیکھنے کے قابل ہے۔''
''آپ کا شکریہ'' ڈاکٹر نے جواب دیا۔
''اچھا، اب ذرا گھوم کر دیکھئے۔ اپنی نواسی نظر آ رہی ہے آپ کو؟''
نانو مڑیں اور برسوں میں وہ کرن کو اس طرح صاف اور واضح طور پر دیکھ پائی تھیں۔
''کرن!'' مارے خوشی کے تالیاں بجا کر وہ پکاریں ''کیسی پیاری لگتی ہو!
میں نے کیسی اچھی لڑکی کی پرورش کی! تمہارے بال کٹنے والے ہیں۔
اور تمہارے کرتے کے بٹن، جوتوں کا نیا جوڑا۔ چلو بازار چلو۔''
''پہلے نئی عینک تو بنوالیں آپ'' کرن خوش ہو کر بولی۔ ''پھر بازار چلیں گے۔''



ایک دن بعد وہ پھر بس میں سوار تھیں۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ بس کہاں تک جا سکے گی؟
کہیں نہ کہیں انہیں پیدل ضرور چلنا پڑے گا۔
نانو کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھیں اور کرن ان کے ساتھ والی سیٹ پر۔
کرن کے جوتے نئے تھے اور نانو کی چھتری نئی۔ دونوں نے ابا کے لئے
ایک اونی سوئیٹر بھی خریدا تھا۔ اس کے علاوہ بیج، ڈوڈے اور گائے کی نئی گھنٹی بھی۔
جیسے جیسے بس آگے بڑھتی گئی نانو بڑے غور سے کھڑکی سے باہر دیکھتی رہیں۔
ہر موڑ پر ان کیلئے منظر نیا ہوتا۔ انہیں وہ ہزاروں چیزیں بھی دکھائی دے رہی تھیں جو
وہ برسوں سے دیکھ نہیں پائی تھیں۔ دُور پار کے گاؤں، کھیتوں میں کام کرتے لوگ،
سڑکوں پر چلتے گوالے اور لوگ، بس کے ساتھ دوڑتے کتے، پیڑوں پر پھلانگتے بندر
اور سب سے دل فریب آسمان پر پھیلی ہوئی دھنک۔

ان کی نظر سو فی صد تو درست نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جتنی بھی بہتر ہوئی تھی وہ اُسی سے باغ باغ تھیں۔ پہاڑی پر چرتے ایک جانور کو دیکھ کر بولیں ''کتنی بڑی گائے ہے؟''

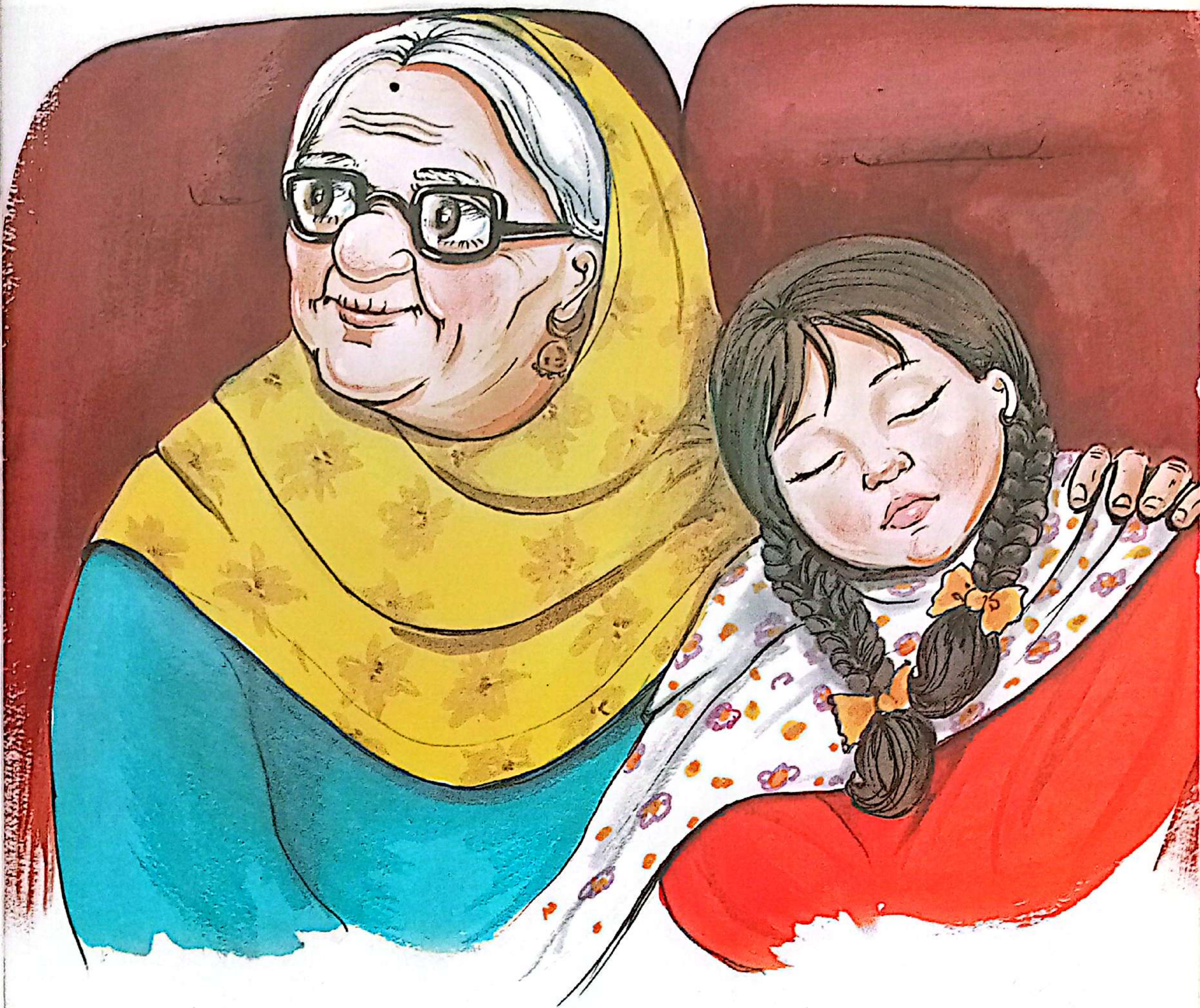
''گائے نہیں ہے نانو'' کرن نے کہا ''بھینس ہے یہ۔''

نانو بددل ہونے والوں میں سے نہیں تھیں۔ ''ارے مجھے نظر تو آگئی۔''

انہوں نے اصرار کیا۔

اکثر مسافروں پر تھکن یا بیزاری طاری تھی، مگر نانو کھڑکی سے باہر دیکھنے میں مگن تھیں۔ نت نئے نظارے ان کی آنکھوں پر کُھل رہے تھے۔





کچھ دیر تو کرن بھی دیکھتی رہی اور نانو کی خوش گپیاں سنتی رہی۔ لیکن پھر اس کا سر جھولنا شروع ہوا اور نانو کے کندھے پر جا ٹکا اور سہارے کا آرام پا کر وہیں ٹکا رہا۔

بل کھاتے، پہاڑی راستے پر بس دھچکے کھاتی، گھومتی گھامتی آگے بڑھتی گئی اور کرن مزے سے غافل سوتی رہی۔

CamScanner

ملکیت حکومتِ پنجاب

نانوں کی عینک

جب ہمیں اچھی کہانیاں سننی ہوں، کوئی مزیدار سی چیز چپکے سے کھانی ہو یا پیار اور دعائیں لینی ہوں۔ تو ہمارے ذہن میں ایک اچھی اور محبت کرنے والی نانی یا دادی کا خیال آتا ہے۔

کہانی ''نانو کی عینک'' بھی ایسی ہی اچھی محبت کرنے والی نانو، ان کی نواسی اور ان کی عینک کی ہے۔ اچھی نانو قصبے میں رہتی تھیں۔ ان کی عینک برسوں کے استعمال کے بعد خراب ہو چکی تھی۔ جب مشکل ذرا زیادہ بڑھی تو ان کی نواسی کرن نے ہمت کی اور نانو کو گلگت کے آنکھوں کے ہسپتال میں لے گئی۔ مگر ننھی بچی کرن نے اتنی ہمت کیسے کی؟ اپنے قصبے سے گلگت تک کا سفر کیسے کیا؟ اور نانو کو نئی عینک لگانے کے بعد کیسا لگا!
آیئے یہ سب جاننے کے لئے ''نانو کی عینک'' پڑھیں۔

ISBN.969-35-1124-7

DFID
Department For
International
Development

سنگِ میل پبلی کیشنز ○ لاہور

PMSP
Punjab